© rasailojaraid.com

مولانا عبدالقیوم حقانی

میڈرڈ امن کانفرنس

کس نے کیا پایا کیا کھویا؟

احقر نے یہ تحریر گذشتہ ماہ الحق کے لیے لکھی تھی مگر فائلوں میں گم ہوگئی اور تلاش کے باوجود نہ مل سکی تاہم میڈرڈ کانفرنس کے حوالے سے اب بھی اس کے مندرجات اور اخذ کردہ نتائج و ثمرات تازہ ہیں اس لیے تازہ شمارہ میں شریک اشاعت ہے ۔ (حقانی)

امریکی نیو ورلڈ آرڈر کی تکمیل، عربوں پر اسرائیل کے تسلیم کرانے اور اس کے مزید تسلط و استعمار کی خاطر ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو منعقد ہونے والی سپین کے شہر میڈرڈ میں مشرق وسطیٰ امن کانفرنس کا ایک مرحلہ بڑے ابہام، کشیدگی اور غیر یقینی کے عالم میں ختم ہوگیا ——— اگر اس کانفرنس کے نتیجہ میں اہل فلسطین اور اسلامی ممالک کو اسرائیل ایک جائز ریاست تسلیم کرنے کے عوض ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں مقبوضہ عرب علاقے جن میں یروشلم، دریائے اردن کا مشرقی علاقہ اور غزہ کی پٹی شامل ہیں واپس مل جاتے اور ایک آزاد فلسطینی ریاست کے قیام میں رکاوٹ نہ ڈالی جاتی تو ہم سمجھتے کہ کچھ کھویا اور کچھ پایا کی بنیاد پر مسئلہ کا حل ایک بہتر تدبیر ثابت ہوا ہے اور امریکہ بہادر نے نیو ورلڈ آرڈر میں کچھ منصفانہ اقدامات کیے ہیں۔

مگر یہاں تو اسرائیل کا رویہ ہمیشہ کی طرح ضد، ہٹ دھرمی پر مبنی، بہت جارحانہ اور حد درجہ نامعقول رہا اسرائیلی وزیر اعظم کی تقریر غیر سنجیدہ اور حد درجہ اشتعال انگیز تھی پھر جس طرح وہ برہمی کے عالم میں دوسرے مرحلے کے آغاز کی تاریخ اور مقام کا تعین کیے بغیر مذاکرات کا بائیکاٹ کر کے اسرائیل واپس چلے گئے اس سے پوری دنیا کو یہودیوں اور مسلمانوں کے رویوں کے منصفانہ موازنے کا موقع ملا دنیا پر اب یہ واضح ہوگیا ہے کہ مشرق وسطیٰ امن کانفرنس میں امن کے قیام و استحکام اور کانفرنس کی کامیابی میں سب سے کم دلچسپی رکھنے والا فریق اسرائیل تھا امن کی کسی بھی ممکنہ پیش رفت کو تاراج اور امن کانفرنس کو ناکام بنانے کے لیے اس موقع پر اسرائیل نے لبنان میں موجود فلسطینیوں کے ٹھکانوں پر بمباری کا خصوصیت سے اہتمام کیا صرف یہ نہیں بلکہ کانفرنس کے ابتدائی دن میں غربی کنارے پر ایک یہودی بستی کا افتتاح بھی کرا دیا گیا ——— اصل جھگڑا اور مذاکرات کا موضوع اور قیام امن کے لیے قابل حل مسئلہ یہ تھا کہ فلسطینیوں سے فلسطین چھن گیا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جواب اسرائیل کے قبضے میں ہے اب فلسطینی کہاں جائیں؟ انہیں اپنی ریاست قائم کرنے کے لیے اپنا علاقہ چاہیئے مگر اسرائیلی وزیر اعظم شمیر نے اپنی تقریر میں زمین کے کسی تنازعے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر بالفرض اسرائیل کا موقف مان لیا جائے تو پھر مذاکرات، امن کانفرنس کا انعقاد اور مباحثہ کس بات پر تھا؟ شمیر کا مقصد یہ تھا کہ مذاکرات کا ماحصل یہ ہونا چاہیئے کہ اسرائیل کو تحفظ کیسے ملے اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ اس کانفرنس میں اسرائیلی وزیر اعظم ہی کا بول بالا رہا۔ اور امریکہ نے اسی کے نقطۂ نظر کی مکمل حمایت کی عرب اخبارات نے جو رپورٹیں شائع کی ہیں ان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

اسرائیلی وزیر اعظم نے دنیا بھر سے آتے ہوئے نامہ نگاروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم اسرائیلی کس سرزمین سے واپس جائیں کسی مقبوضہ عرب علاقہ کا کوئی وجود نہیں، اقوام متحدہ کی قرارداد ۲۴۲ اسرائیل پر لازم نہیں قرار دیتا کہ وہ عرب علاقوں کو خالی کر دے، انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے سینائی کے ان لفسے فیصدی علاقوں کا تخلیہ کر دیا تھا۔ جن کو اسرائیل نے لے لیا تھا۔ شمیر نے لفظ مقبوضہ کے استعمال سے گریز کیا۔

دوسری بات یہ ہے کہ اسرائیلی وزیر اعظم نے بیت المقدس کے متعلق صاف لفظوں میں اس بات کا اعادہ کیا کہ میڈرڈ میں بیت المقدس کے قضیہ پر کوئی گفتگو نہ ہوگی۔ روسی وزیر خارجہ بورس بنکین نے بھی اسرائیلی بیان کی تائید کی تھی انہوں نے قاہرہ کے اخبار الاہرام کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ بیت المقدس کے مسئلہ پر امن کانفرنس کے بعد گفتگو ہو سکتی ہے متعلقہ فریق اس سلسلہ میں پروگرام اتفاق رائے سے طے کر سکتے ہیں فی الحال بنیادی مسائل پر گفتگو کر لی جائے امریکی صدر بش نے بھی کہا کہ اس امن کانفرنس سے فوری نتائج کی توقع نہ رکھی جائے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ عربوں اور اسرائیل کو کیمپ ڈیوڈ کے طرز پر اس میز کے اردگرد جمع کر دیا جائے۔

اس امن کانفرنس میں اسرائیل کے جو مطالبات سامنے آتے وہ نئے نہیں ہیں اس سے پہلے بھی وہ ان مطالبات کو پیش کر چکا ہے وہ یہ کہ سب سے پہلے عرب اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ وہ امن سے رہنا چاہتے ہیں۔ اس لیے اسرائیل کا مطالبہ ہے کہ تمام عرب ممالک اسرائیل سے سیاسی و تجارتی اور ثقافتی تعلقات قائم کریں اس طرح خود بخود امن قائم ہو جائے گا۔

اسرائیل کی نگاہ میں چار شرائط کے بغیر مشرق وسطیٰ میں امن قائم نہیں ہو سکتا۔

۱۔ عربوں کے اندر ابھی تک امن کی حقیقی خواہش نہیں پائی جاتی اور نہ ہی عرب میڈیا کا معاندانہ طرز بدلا ہے۔ یہی حال عرب دانشوروں کا ہے کہ ان کی گھٹی میں اسرائیل کی دشمنی رچ بس گئی ہے اس لیے عرب عوام اور قائدین کے اندر اسرائیل کے تئیں معاندانہ رویہ ختم ہونا چاہیئے۔

۲۔ تمام عرب حکومتیں برابر کی سطح پر اسرائیل کے ساتھ معاملہ کریں اور اس گفتگو کا حقیقی ارادہ ظاہر کریں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳ - تمام عرب حکومتیں اپنے یہاں کی یہودی اقلیت کے حقوق کی حفاظت کی ضمانت دیں خصوصاً شام میں موجودہ یہودیوں کی حفاظت کی ضمانت فراہم کریں۔

۴ - تمام عرب ملکوں میں حقیقی جمہوریت نافذ کی جائے اور عوام اسرائیل کے ساتھ قیام امن کے متعلق اپنی رائے دیں۔

اس کانفرنس کے بعد اسرائیلی ریڈیو نے اپنے ایک تبصرے میں کہا کہ اسرائیل جس مقصد کے لیے کوشاں تھا۔ وہ اس نے حاصل کر لیا ہے یعنی عرب حکومتوں کے ساتھ امن کی میز پہ وہ جمع کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسرائیل کی نیت واضح ہے۔ بیت المقدس اور اسرائیلی بستیوں کا قیام ان مسائل پر کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔

چنانچہ ایک اسرائیلی ذمہ دار ڈیوڈ لیوی نے انکشاف کیا ہے کہ متعدد نکات پر مشتمل امریکی ضمانت ہمیں حاصل ہے اور اسی ضمانت کی روشنی میں گفتگو کے آئندہ دور مکمل کیے جائیں گے انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیلیوں کو اس امن گفتگو سے غیر معمولی پریشانی اور شکوک و شبہات تھے ان ہی شکوک کو دور کرنے کے لیے ہم ان نکات کا انکشاف کر رہے ہیں ان نکات کا خلاصہ اس طرح ہے۔

۱ - میڈرڈ کانفرنس کا بنیادی مقصد اسرائیل اور عرب پڑوسیوں کے درمیان سیاسی و تجارتی تعلقات کو قائم کرنا ہے۔

۲ - امن کانفرنس کے فیصلے کسی فریق پر تھوپے نہیں جائیں گے۔

۳ - براہ راست فریقوں کے درمیان یہ امن کانفرنس ہوگی۔

۴ - امریکہ اسرائیل اور اس کے متعلقہ فریقوں کے درمیان الگ الگ گفتگو کے نقطہ نظر کی تائید نہیں کرتا۔

۵ - جو فریق اس امن کانفرنس میں شریک نہ ہونا چاہے اس کو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

۶ - امریکہ اسرائیل کو فلسطینیوں کے ساتھ گفتگو پر مجبور نہیں کرے گا۔

۷ - امن کانفرنس میں وہی فلسطینی شریک ہوں گے جو مغربی کنارے اور غزہ پٹی میں رہتے ہیں۔

۸ - امریکہ کسی آزاد فلسطینی حکومت کے قیام کی تائید نہیں کرتا ہے۔

۹ - اسرائیل کو پورا حق ہے کہ وہ اقوام متحدہ کی قرارداد ۲۴۲ اور ۳۳۸ کی تشریح جس طرح چاہے کرے۔

۱۰ - اسرائیل مشرق وسطیٰ میں امن کے لیے کام کرتا رہے گا۔

۱۱ - امریکہ اس بات کی بھرپور کوشش کرے گا کہ اسرائیل کے ساتھ اقتصادی بائیکاٹ ختم کر دیا جائے۔

۱۲ - امن کانفرنس کے دوران امریکہ اور اسرائیل کے درمیان مشورے ہوتے رہیں گے۔

۱۳ - امریکہ نے ۱۹۷۵ء میں اعلان کیا تھا کہ گولان کی اسٹراٹیجی حیثیت ہے وہ اس اعلان پر قائم ہے۔

۱۴ - اسرائیل کو یہ ضمانت امریکہ فراہم کرے گا کہ اسرائیل اور شام کے درمیان حدود برقرار رہیں گے۔ امریکہ اسرائیل کے امن کی ضمانت دیتا ہے۔

© rasailojaraid.com

مذکورہ نکات کے بعد میڈرڈ کی اس کانفرنس کا بنیادی مقصد اسرائیل کو ہر قیمت پر امن فراہم کرنا ہے۔

تاہم کانفرنس میں یہودیوں کے بہیمانہ اور حد درجہ اشتعال انگیز رویہ کے بالمقابل عربوں نے بڑے صبر و ضبط اور استقامت سے جارحیت اشتعال انگیزی اور شمیر کی ہفوات کا مقابلہ کیا ہوشمندی، متانت اور دلچسپی کے ساتھ بہرصورت حصول امن کے لیے اپنی کوشش جاری رکھنے کا مثبت تاثر دیا۔

اس موقعہ پر امریکہ کا رویہ حسب سابق منافقت اور طرفداری کا رہا۔ اب اصل امتحان اسرائیل کا نہیں امریکہ کا ہے کہ وہ جب تک اپنا واضح اور دوٹوک موقف طے نہیں کرے گا اس وقت تک اسرائیل کا مناسب رویہ بھی متعین نہیں ہوگا امریکی رویہ اور اس کی دوغلی پالیسی سے اب تک ہمیں یہ اعتماد حاصل نہیں کہ امریکہ واقعۃً بھی عرب اسرائیل تنازعے میں کوئی منصفانہ کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوگا۔

چونکہ امریکی پالیسی جانبدارانہ اور اس کا رویہ مشکوک ہے اور اس کا منصفانہ کردار غیر متوقع ہے، اس لیے اسرائیل کا رویہ بھی جارحانہ اور ناسازگار رہا۔

اندرون خانہ امریکہ نے اسرائیل کو یہ باور کرا دیا ہے کہ وہ عربوں سے چاہے بدسلوکی کرتا رہے کتنی جارحیت اور انسان سوز حرکات کرتا رہے اسے حمایت اور امریکی شہ حاصل رہے گی امریکی سرپرستی کا ہاتھ اس کی پشت پر رہے گا۔

بہرحال اگر امریکہ واقعۃً امن کے قیام میں مخلص اور مشرق وسطیٰ میں امریکی استعمار کے خلاف مزاحمت کو کم کرانے کا خواہشمند ہے تو اسے اسرائیل کو لگام دینی ہوگی اور اسے حقیقت پسندانہ اور مصالحانہ رویہ اختیار کرنے پر مجبور کرنا ہوگا۔

موتمر المصنفین کی ایک عظیم علمی، تحقیقی اور تاریخی پیشکش
دفاع امام ابوحنیفہؒ
پیش لفظ — جناب مولانا سمیع الحق مدیر الحق
تصنیف — مولانا عبدالقیوم حقانی رفیق موتمر المصنفین
حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کی
موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (پشاور)

© rasailojaraid.com